OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

خلافت: قرآن و سنت اور اسلاف کے اقوال کی روشنی میں

Understanding the Caliphate: Insights from the Quran, Sunnah, and Sayings of the Predecessors

Muhammad Tariq
Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, BZU, Multan
Dr. Abdul Quddus Sohaib
Director, Islamic Research Institute, BZU, Multan

Abstract

Caliphate is a term which is used in Islamic history for the governmental system adopted by companions of the prophet Muhammad (S.A.W) in the light of the teaching of Islam. Madina was the capital for caliphate. The system of appointment of the Caliph used to vary time to time. The model system of caliphate was finished with the death of 4th Caliph Hadrat Ali (R.A). There were found monarchy system in Banu Ummayad, Banu Abbas period, and later on in Ottoman Empire in Turkey but, they always used to name themselves Caliphs. Caliph was considered the sole leader of the all the Muslims living all over the world. Last living Ottoman Empire ended in 1923 after the World War 2. Now Muslims have no caliph, who can solidify them, that's way they are diversified. For the time being, there are groups among the Muslims who do not believe in Caliphate. They have doubts in this regard whether caliphate is proved by Quran and Sunnah or not? Some of them believe in democracy or other nature of dominion. I tried my best to prove

CC BY

caliphate in the light of Quran, Sunnah and sayings of the predecessors.

Keywords: Caliphate, Quran, Sunnah, Sayings of the Predecessors

تمہید

اسلام فقط چند عبادات مثلاً نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، اور رسوم و رواج جیسے عید کے موقع پر قربانی کرنے کا نام نہیں ہے۔ اسلام رب کی اطاعت کا نام ہے اور اطاعت کا دائرہ کار ساری زندگی کو محیط ہے۔ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک، تمام مراحل میں رب کی مکمل غیر مشروط بندگی کا نام اسلام ہے۔ دین اسلام نے سیادت و امامت کے کچھ اصول دیئے ہیں جن کو رہنما بنا کر اس دنیا کا نظام چلانے کا حکم دیا ہے اور جہاں آپس میں اختلاف واقع ہو وہاں مشورے کا کام کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اسلام نے ایک امیر کے ماتحت رہ کر اجتماعیت کا درس دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو امیر کی اطاعت سے نکل گیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ قرآن میں جگہ جگہ ایسے احکامات ملتے ہیں جن کا بجالا صرف اہل اقتدار کے ذمہ واجب ہے۔ مثلاً حدود اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی وغیرہ۔ ایسے امور کی انجام دہی حکومت الہیہ کے قیام کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اگر مسلمان خود انفرادی طور پر یا چھوٹے چھوٹے اجتماعات میں بٹ کر یہ کام کریں گے تو خیر کے بجائے فساد کا موجود بنے گا۔ اس لیے حکومت الہیہ کے قیام کو اسلاف نے اسلام کے عائد کردہ فرائض میں سے ایک فریضہ بتایا ہے۔ حکومت الہیہ کے قیام کے طریقہ کار اور حکمت عملی میں فرق ضرور ہو سکتا ہے مگر اس کے فریضہ ہونے پر ائمہ کا اتفاق ہے۔ سیادت کا مسئلہ اتنا اہم اور نازک ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد مسلمانوں نے سب سے پہلے نئے خلیفہ کا تقرر کیا تاکہ وہ مسلمانوں کے امور کو سنبھالیں اور اسلام کے احکامات پر عمل کا سلسلہ نہ رکنے پائے۔ مسلمانوں کی اجتماعیت برقرار رہے۔ بدقسمتی سے خلافت کا نظام اب موجود نہیں ہے مگر اس کے موجود نہ ہونے سے اس کی فرضیت یا اہمیت ختم نہیں ہوتی۔ مغربی مفکرین اور مستشرقین نے خلافت کے متعلق کئی قسم کے بے بنیاد اشکالات کو جنم دیا ہے جس کی وجہ سے اب مسلمان بھی خلافت کے متعلق تذبذب کا شکار ہو رہے ہیں۔ جدید ذہن خلافت کے قیام کے فریضے سے صرف نظر کر رہا ہے اور اس کے لیے جدوجہد کو محض وقت کا ضیاع اور پوری نہ ہونے والی خواہش کے طور پر لے رہا ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ خلافت کے نظام کے احیاء کے ساتھ ساتھ اس کے متعلق اذہان میں موجود شکوک و شبہات کو بھی رفع کیا جائے۔ اس لیے اس مختصر مقالے میں خلافت کو قرآن و سنت اور اسلاف کے اقوال کی روشنی میں ثابت کرنے کی ایک کوشش کی گئی ہے۔

خلافت کا معنٰی و مفہوم

خلافت ایک اسلامی سیاست کی اصطلاح ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے خلافت کا آغاز ہوا اور ہر نبی کے زمانہ میں آسمانی شریعتوں اور قانون کے لئے خلافت کا لفظ استعمال ہوتا رہا ہے۔ ذیل میں خلافت سے متعلق عمومی بحث کرنے سے قبل اس کے معانی و مفہوم اور تعارف ذکر کیا جائے گا۔ امام ابن منظور نے لسان العرب میں " خلافت " کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے: خلافت لغت کی رو سے خلف سے ہے جس کا معنٰی پیچھے اور جانشینی کے ہیں۔ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

> "خلف اس شخص کو کہتے ہیں جو پہلے کا نائب ہو خواہ پہلا فوت ہو چکا ہو یا زندہ ہو اور خلف اس کو بھی کہتے ہیں جو مرنے والے کے بعد موجود اور اس کا تابع ہو۔"(1)

اسی طرح امام اصفہانی نے خلافت کا معنیٰ چند دیگر الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے اسی ضمن میں امام راغب کا کہنا ہے: جو شخص مرتبے اور درجے میں دوسروں سے پیچھے ہو اس کو بھی خلف کہتے ہیں۔ "الخلف ضد قدام "[2] خلافت قائم مقام کے معنیٰ میں بھی آیا ہے ،اس موضوع پر شیخ علی عبد الرزاق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں:

> "خلافت فعل خلف سے بنا ہے اور اس کے لغوی معنیٰ ہیں "کسی کا جانشین بننا"، تخلف کے معنیٰ ہیں "کسی کا قائم مقام ہونا، کسی کے بعد آنا کسی کے بعد ناظم الامور بننا"۔ عام لفظوں میں خلف اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کوئی شخص کسی کے جگہ کوئی کام انجام دے خواہ اس کی زندگی میں خواہ اس کے مرنے کے بعد، قرآن مجید میں بھی خلافت کا استعمال متعدد مقامات پر ہے۔"[3]

قرآن میں "خلف" جانشینی اور پیچھے کے معنیٰ میں آیا ہے۔ قرآن مجید میں خلف اسی مفہوم میں 22 مقامات پر آیا ہے: ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ﴾ (4) ترجمہ: "وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے۔" ﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً﴾[5] ترجمہ: "پس آج بچائے دیتے ہیں ہم تیرے جسم کو تاکہ تو بعد میں آنے والوں کے لئے نشانی رہ جائے۔ " قرآن مجید میں یہ لفظ "خلف خلیفہ خلفاء خلائف تخلف استخلف" جیسے الفاظ میں متعدد بار آیا ہے: ﴿يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ﴾[6] ترجمہ: "خلفاء راشدین نبی پاک ﷺ ﷺ کے بعد خلیفہ بنے۔" قران مجید میں خلافت کے لغوی معنیٰ جانشینی قائم مقامی اور نائب کے ہیں۔ قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ﴾[7] ترجمہ: "اور اگر ہم چاہتے تو ہم تم سے فرشتوں کو پیدا کر دیتے کہ وہ زمین میں جانشین ہوتے۔"

"خلافت" کی اصطلاحی تعریفیں

"خلافت" کی بہت سی تعریفیں ذکر کی گئی ہیں۔ خلافت ایک اسلامی اصطلاح ہے۔ عام فہم زبان میں خلافت کی تعریف یوں کی گئی ہے:

> "خلافت ایک نعمت عظمیٰ ہے اور اس کا شکر و سپاس عدل ہے سلطنت کے آئین میں خلیفہ اس وقت نائب السلطنت کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے جب اس کو حکومت اعلیٰ سے حکومت کرنے کا نیابتی فرمان مل جاتا ہے آدمؑ اور تمام پیغمبر خلیفۃ اللہ کا عہدہ رکھتے ہیں۔ روئے زمین پر عمرانی، سیاسی، اجتماعی اور حکومتی سرگرمیوں میں خدا کی نیابت کرتے ہیں۔"[8]

خلافت کی بہت سی تعریفیں ذکر کی گئی ہیں۔ لیکن اس فن کے ماہر امام ابو الحسن الماوردی اپنی کتاب الاحکام السلطانیہ میں اس طرح خلافت کی تعریف کرتے ہیں: "الامامة موضوعة الخلافة النبوة فى حراسة الدين وسياست الدنيا"[9] ترجمہ: " دین اسلام کی حفاظت کے لیے نبی کی نیابت کرنا خلافت کہلاتا ہے۔" خلافت کے عمومی معنیٰ میں اقامت دین کا فرض شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ فقہاء نے خلافت کی تعریف میں بھی اقامت دین کو شامل کیا ہے۔ "هى الرياسة العامة فى القصدى الا قامه الدين "[10] ترجمہ: "خلافت وہ عمومی ریاست ہے جو اقامت دین کی جانب عملا متوجہ رہتی ہو۔" "خلافت" کے ساتھ ساتھ ایک لفظ "خلیفہ" بھی بولا جاتا ہے۔ خلیفہ اور خلافت ایک ہی ہیں۔ صرف یہی فرق ہے کہ خلافت ایک نظام مملکت کا نام ہے جبکہ خلیفہ اس حکومت کو چلانے والا صاحب منصب شخص ہے۔

مختلف آئمہ کی مختلف تعریفات

خلیفہ کی مختلف تعریفات ملاحظہ ہوں۔ ابوحیان خلیفہ کی اصطلاحی تعریف میں کہتے ہیں:"وہ ہستی جس کے ہاتھ میں روئے زمین کے باشندوں کی سیاسی تنظیم و تدبیر کا کام ہو جو انسانوں کے مفاد عامہ کا نگران ہو اور جو حکومت کا حق دوسری قوت کی طرف سے حاصل کرے خلیفہ کہلاتا ہے۔"[11] الماوردی کے نزدیک خلیفہ کی تعریف یہ ہونی چاہئے:

> "مسلمانوں کے سربراہ امام کو خلیفہ کے نام سے موسوم ہونا چاہئے اس لئے کہ وہ امامت کے لئے رسول اللہ ﷺ کا جانشین ہے اسی لئے اسے خلیفۃ الرسول بھی کہاجاتا ہے۔"[12]

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

> "خلیفہ مسلمانوں کا وہ رئیس عام ہے جو نائب رسول ہونے کی حیثیت سے اسلامی ذرائع سے اسلامی نظام حیات کو رائج و قائم کرے، ہر قسم کے اسلامی قوانین کا نفاذ کرے اور اس امانت دین اور نفاذ قوانین اسلامی کے راستہ میں جو موانع درپیش ہوں ان کو دور کرے۔"[13]

خلافت کے اقسام

بہت سے محققین نے اپنے انداز میں اسلامی خلافت اور ریاست کی اقسام ذکر کی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے عمومی تقسیم میں خلافت کی دو اقسام ذکر کی ہیں:

1۔ خلافت عامہ

وہ حکومت ہے جو خدا کی نیابت کے طور پر خدا کے نمائندوں کو حاصل ہوتی ہے جس میں تمام امت مسلمہ شامل ہے۔

2۔ خلافت خاصہ

وہ حکومت ہے جو پیارے نبی ﷺ کی نیابت کی حیثیت سے حاصل ہوتی ہے اور سلسلہ بہ سلسلہ نیابتی حکومت کی حیثیت سے دنیا میں فتوحات حاصل کرتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں جنگ وجہاد کے اسلامی تصور کو پیش کرتے ہیں ہوئے بھی اسی پہلو کی تائید کرتے ہیں، لکھاہے:

> "یہ بات ایک حقیقت کے طور پر جان لینی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ خلافت کا منصب دے کر بھیجے گئے ہیں۔ دنیا میں ان کے دینی نظام کا غلبہ دو باتوں پر موقوف ہے، جنگ وجہاد، اسلحہ جنگ کی تیاری۔"[14]

چوتھی صدی میں اخوان الصفاء کے نام سے ایک سیاسی تحریک چلی ہے۔ انہوں نے سیاست کو علم الاخلاق کا ذیلی شعبہ قرار دیا ہے۔ سیاست سے متعلق کئی رسائل جاری کیے ہیں جس میں خلافت اور سیاست کی پانچ اقسام ذکر کی گئی ہیں:

اسلامی خلافت کے اجزائے ترکیبی

انسان فطرتا عبد ہے اور اس کی بندگی وعبدیت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی انفرادی واجتماعی زندگی اپنے خالق ومالک کے احکام اور اس کی مرضی کے مطابق گزارے سیاسی نظام کو اس اطاعت وہدایت سے مستثنیٰ کرنا دراصل فطرت سے انحراف کرنا اور مالک کائنات سے بغاوت کے مترادف ہے یہی وہ زاویہ نظر ہے جو اسلام نے اختیار کیاہے۔ نظام خلافت کانقطہ آغاز اور سنگ بنیاد عقیدہ توحید اور میلان عبدیت ہے اجتماعی زندگی میں اس عقیدہ اور میلان کا عملی ظہور اسلامی نظام سیاست کی شکل میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت فرمانبرداری اور اپنے ابنائے جنس پر انہیں نافذ کرنا نظریہ خلافت کی روح اور حقیقت ہے۔[15]

موجودہ دور میں STATE چار اجزاء پر مشتمل ہے:

- آبادی
- علاقہ
- حکومت
- اقتدار اعلیٰ

خلافت اسلامیہ قرآن وحدیث کی روشنی میں

اسلامی نقطہ نظر سے اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق ومالک ہے اس کے ہاتھ میں تمام ملک اور ان کی حکومت ہے۔ قرآن میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کا اظہار کیا ہے ۔﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ﴾[16] ترجمہ:" درحقیقت تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔" اس آیت کی رو سے ہر اہل عقل کو اس بات کی دعوت فکر دی گئی ہے کہ وہ اس ذات اقدس کو اپنا مالک وخالق مانیں جو اس عظیم الشان عالم کو عدم سے وجود میں لانے اور حکیمانہ نظام کو چلانے پر قادر ہے۔ تمام عالمین میں اسی ذات کا حکم ہی نافذ ہے۔ قرآن کریم میں ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾(17) ترجمہ:" حکم اللہ کے سوا کسی کے لئے نہیں اس کا فرمان ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو یہی صحیح دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔" زمین وآسمان میں تمام مخلوقات کا رزق بھی اسی کے ذمہ ہے جسے چاہے زیادہ دے جسے چاہے کم کر دے، فرمایا:﴿قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ مَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَؕ-فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُۚ-فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ٣١فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّۚ-فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ-فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ﴾(18) ترجمہ:" کہو کہ کون تم کو آسمانوں اور زمین سے رزق دیتا ہے سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان سے جاندار نکالتا ہے اور کون جاندار سے بے جان کو نکالتا ہے اور کون دنیا کا انتظام چلاتا ہے؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کہو پھر تم ڈرتے کیوں نہیں، پھر تو وہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا حقیقی رب ہے۔ آخر حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا رہ جاتا ہے؟ پھر تم کدھر کو لوٹے جاتے ہو؟" وہ ذات ملکوں کی مالک ہے جسے چاہے بادشاہ بنادے جسے چاہے فقیر کر دے۔ درج ذیل آیات سے حاکمیت اعلیٰ کا تصور اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ﴾(19) ترجمہ:" کہو اے ملک کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے۔" قرآن مجید کی رو سے حاکمیت صرف اور صرف ذات باری ہی کی ہے۔۔ قرآن مجید میں یہ بھی واضح الفاظ میں ہے کہ یہ خلافت بعد میں آنے والے لوگوں کو دی جاتی ہے، فرمایا:﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۪-وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًاؕ-یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْــٴًـاؕ-وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾(20) ترجمہ:" وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں انہوں نے نیک عمل کہ ان کو خلافت دے گا زمین میں جیسا کہ خلافت دی تھی ان لوگوں کو جو پہلے گزر چکے ہیں۔ اور مضبوط کر دے گا ان کے لئے اس دین کو جسے اس نے پسند کیا ہے ان کے لئے۔ اور دے

دے گا ان کو خوف کے بدلے میں امن۔ میری بندگی کریں گے، شریک نہ کریں گے میرے ساتھ کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کے بعد تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔"

لیستخلفنھم کے معانی مفسرین نے کثرت سے ذکر کئے ہیں مگر اس کا وہ معنیٰ جس پر اکثر مفسرین کا اتفاق ہے ابن جریر لکھتے ہیں کہ بنادے گا ان کو زمین کے حکمران اور سیاسی رہنما۔[21] قرآن مجید نے خلافت ارضی والوں کے فرائض اور ذمہ داریوں کا بھی تعین کر دیا ہے فرمایا:﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِؕ-وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾[22] ترجمہ:"یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم حکومت دے دیں ان کو تو وہ نماز قائم کریں، زکوۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور اللہ ہی کے اختیار میں ہے انجام تمام کاموں کا۔" مذکورہ آیات میں سربراہ مملکت اور ارکان حکومت کی درج ذیل ذمہ داریاں ذکر کی ہیں:

1. نماز کا نظام قائم کریں گے اور دوسری عبادات کا اہتمام کریں گے۔
2. زکوۃ کا نظام قائم کریں گے اور اسلام کے پورے معاشی نظام پر عمل کریں گے۔
3. ان کی حکومت کے تمام اقدامات نیکیوں کو فروغ دینے کے لئے ہوں گے۔
4. ان کے تمام اقدامات برائیوں کو دبانے اور مٹانے کے لئے ہوں گے۔
5. اور اگر انہوں نے اپنے اقتدار کو غلط مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا تو اس کے برے نتائج وہ خود بھگتیں گے۔ اس لئے کہ آخر کار تمام معاملات کا فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے خلافت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا ہے ارشاد ربانی ہے:﴿وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةًؕ﴾[23] ترجمہ:"اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک جانشین بنانے والا ہوں۔" اس آیت کریمہ میں تمام نوع انسان کو خلیفہ کہا ہے۔ پھر اس خلافت کا نظام ہر نبی کے دور میں رہا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں قوم عاد کی خلافت کا ذکر ہے۔ جب ایک قوم کو حکومت اور بادشاہت سے نوازا جاتا ہے تو وہ اس قوم کی خلافت ہے اللہ فرماتا ہے:﴿وَاذْكُرُواْ إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاء مِن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الأَرْضِ﴾[24] مذکورہ آیت میں بوأکم کی تفسیریوں کی گئی ہے کہ یہاں بوأکم فی الارض فرما کر خلافت کی تفسیر کر دی یعنی زمین کا وارث ہونا۔ یعنی وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ یعنی وارث بنایا۔[25] اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلافت کے ساتھ ساتھ معاشی اختیارات بھی عطاء کئے، فرمایا:﴿وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَؕ﴾[26] ترجمہ:"اے انسانو ہم نے تمہیں زمین پر اختیارات کے ساتھ بھیجا اور تمہارے لئے اس میں سامان زیست فراہم کئے۔" زمین پر اختیارات دینے کی وجہ بھی قرآن نے بیان کر دی ہے، فرمایا:﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلاَئِفَ فِي الأَرْضِ مِن بَعْدِهِمْ لِنَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ﴾[27] ترجمہ:"پھر ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔" ماقبل میں ذکر ہوا خلافت کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ باری تعالیٰ نے انسان کے اندر مخصوص اور محدود صفات پیدا کر کے اپنے ہاتھوں سے تخلیق کیا، اس کے بعد فرشتوں کو حکم دیا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةًؕ﴾[28] ترجمہ:"بے شک میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔" علماء کے نزدیک خلیفۃ اللہ کا اطلاق حضرات انبیاء کرام پر ہوتا ہے جبکہ خلفاء راشدین پر خلیفۃ الرسول کا اطلاق ہوتا ہے۔ جمہور کے نزدیک خلیفۃ اللہ کا براہ راست جانشین یا قائم مقام نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف اللہ کے رسول ﷺ کا نائب ہوتا ہے اس کی تصدیق

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس جواب سے ہوتی ہے جو آپ نے کسی کے خلیفۃ اللہ کہنے پر فرمایا: میں خلیفۃ اللہ نہیں بلکہ خلیفۃ الرسول ہوں۔[29] اسی طرح ایک اور محقق رقمطراز ہیں:

اس لئے ارضی خلافت کے وارث اور خلیفۃ اللہ حضور اکرم ﷺ تھے۔ اس کے بعد یہ مرکزی حکومت جن لوگوں کے ہاتھ آئی وہ خلیفۃ اللہ کے نائب اور قائم مقام تھے اور ان پر ہی لفظ خلیفہ کا اطلاق ہوتا ہے۔[30]

نبی پاک ﷺ ﷺ جب عرب میں تشریف لائے تو وہاں خلافت کے قیام سے پہلے لوگوں کو دین الہی کی دعوت دینا ایک مشکل کام تھا۔ دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد آپ نے شرعی احکام کے نفاذ پر زور دیا جو کہ خلافت کا نقطہ آغاز تھا۔ ابن خلدون لکھتے ہیں:

"یاد رہے کہ عام سیاسی مقاصد محض دنیوی امور کی اصلاح تک محدود ہوتے ہیں اور لوگوں کی نگاہ بھی اس سے آگے نہیں بڑھتی جبکہ پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی دنیا و آخرت دونوں کی اصلاح ہے جس کے لئے شرعی احکام کے نفاذ کا اجراء اور ان پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب و تاکید لازمی ہے خواہ ان کا تعلق دنیوی امور سے ہو یا اخروی نجات سے۔ اس طرح انبیاء کے بعد ان کا یہ فریضہ ان کے خلفاء اور جانشین سرانجام دیتے ہیں۔ اس سے خلافت کے مقاصد واضح ہو جاتے ہیں۔"[31]

خلافت کی ضرورت واہمیت

کسی بھی معاشرہ کے لئے ریاست یا خلافت کا ہونا اس لیے ضروری ہے کیونکہ کہ اسلام اجتماعیت کا قائل ہے۔ معاشرہ کی ناانصافیوں کو ختم کرنے کے لئے کسی نہ کسی نظام اور جزاو سزا کا قانون نافذ کرنے کے لئے کسی نہ کسی طاقت کا ہونا ضروری ہے تاکہ کسی بھی شخص پر ظلم و تعدی نہ ہو۔

امام شاطبی لکھتے ہیں:

"فرد کی اصلی حقیقت اللہ تعالیٰ کے بندوں کے درمیان اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق خلیفۃ الہ کی ہے۔ مگر ایک مرد اتنی استعداد رکھتا ہے کہ وہ اپنے ذاتی حالات اور پھر اہل وعیال کے مصالح کی نگرانی بھی کرتا رہے کجا یہ کہ پورے قبیلے کا تحفظ کر سکے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مشترک انسانی ضروریات کی تکمیل کی ذمہ داری اجتماع پر ڈالی ہے اور اسی بنا پر زمین میں ریاست کا قیام عمل میں آیا۔"[32]

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک تمام شریعتوں میں اجتماعیت اور معاشرتی انصاف کے فروغ کے لئے خلافت کے قیام کو لازم قرار دیا گیا تھا۔ اسلام نے اپنی پوری تاریخ میں ریاست کو اولین اہمیت دی۔ انبیاء کرام وقت کی اجتماعی قوت کو اسلام کے تابع کرنے کی جدوجہد کرتے رہے ان کی دعوت کا مرکزی نقطہ ءنگاہ ہی یہی رہا ہے کہ اقتدار صرف اور صرف خدا کے لئے خالص ہو جائے اور شرک اپنی ہر شکل میں ختم ہو جائے ان میں سے ہر ایک کی پکار یہ تھی: ﴿ یاقوم اعبدالله مالکم من اله غیره﴾ (33) ترجمہ: "اے برادران قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الہ نہیں۔" قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان علیہم السلام اور ہمارے پیارے نبی ﷺ نے باقاعدہ اسلامی ریاست قائم کی اور اسے معیاری میں شکل چلایا بھی۔ دوسری الہامی کتابیں زبور، توریت کے

مطالعے سے اور دوسرے انبیاء کرام کے حالات زندگی میں بھی اس کی شہادت ملتی ہے کہ انہوں نے ریاست کے ادارے کی اصلاح کی کوشش کی اور غلط قیادت پر بھرپور تنقید بھی کی۔ فکر اسلامی میں ریاست کی اہمیت کا اندازہ اس مرتبے سے کیا جاسکتا ہے کہ خالق ارض وسماوات اپنے نبی ﷺ کو یہ دعا سکھاتا ہے۔﴿وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا﴾(34)ترجمہ:"اور دعا کرا ے پروردگار مجھ کو جہاں بھی تو داخل کر سچائی کے ساتھ داخل فرما اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے۔" پھر اسلام کا شورائی یا نظام خلافت ایک فطری عمل ہے۔ فطرتی عمل کو صحیح معنیٰ میں چلانے کے لئے کسی نہ کسی مصلح یا خلیفہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

مولانا مودودی اپنی کتاب اسلامی ریاست میں اس طرح رقمطراز ہیں:

" قرآن کی مدد سے اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے خلق اسی کی ہے۔ لہذا فطرتا امر کا حق بھی صرف اسی کو پہنچتاہے اس کی ملکیت میں اس کی خلق پر خود اس کے سوا کسی دوسرے کا حکم جاری ہونا اور نافذ ہونا بنیادی طور سے غلط صحیح راستہ صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے خلیفہ اور نائب کی حیثیت میں اس کے قانون شرعی کے مطابق حکمرانی اور فیصلے کیے جائیں اس اصل الاصول کی بناپر قانون سازی کا حق انسان سے سلب کرلیا گیا ہے کیونکہ انسان مخلوق اور رعیت ہے۔ بندہ اور محکوم ہے اس کا کام صرف قانون کی پیروی کرنا ہے البتہ ان قوانین الہی کی حدود کے اندر استنباط واجتہاد کے ذریعے فقہ مرتب کرنے کی اجازت ہوسکتی ہے لیکن صریحا کوئی دوسرا قانون بنانا اور اس کا نفاذ وعمل کروانا بغاوت اور خارج از اطاعت ہوتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس تصویر کے تمام پہلو روز روشن کی طرح عیاں کردیے ہیں۔"(35)

ایک معاشرہ میں مختلف لوگ اپنے سے اختلافات کا پیدا ہوجانا بھی فطری امر ہے۔ ان تنازعات کو حل کرنے کے لئے ایک مربوط اور منظم نظام کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے تنازعات کو حل کرنے کا نسخہ یوں بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْۚ-فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ-ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾(36)ترجمہ:"اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں پھر اگر نزاع ہوجائے۔ تمہارے درمیان کسی چیز میں تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر مانتے ہو اللہ کو اور قیامت کے دن کو یہی روش اچھی ہے اور بہت بہتر ہوگا اس کا انجام۔" اسلامی تعلیمات میں کفارات کا تصور واضح الفاظ میں پایا جاتا ہے۔ اسلام میں ایک ریاست لوگوں کی فلاح وبہبود کی ذمہ دار ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں حقیقی اور فطری مساوات قائم کرے۔ ان تمام رکاوٹوں کو دور کرے جو سعی وجہد کی مساوات کی راہ میں حائل ہیں اور اپنے تمام شہریوں کو خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ بنیادی ضروریات کی فراہمی کی ضمانت دے۔ اس ریاست کی حدود میں فقر وفاقہ وافلاس اور ظلم وجبر ہے تو اس کا قلع قمع کرے اور اپنی تمام قوتیں انسانی مسائل کو حل کرنے کے لئے وقف کردے۔ ایک اسلامی ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان تمام افراد کی کفالت کا بندوبست کرے جو اپاہج، لاچار، یا رزق سے محروم ہوں۔ حدیث مبارکہ ہے:

"جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ قرض ہو اور وہ اسے ادا کرنے کے قابل مال نہ چھوڑے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور اسلامی ریاست اور جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔"(37)

قرآن وحدیث کی روشنی میں ریاست اور خلافت کو معلم ومربی کا درجہ دیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کی تعلیم وتربیت اور صحیح معنیٰ میں انسان بنانے کی کوشش کرے۔ اسلامی ریاست کی ایک اور اہم خصوصیت دینی ودنیوی تعلیم اور تہذیب وتمدن کی ترویج ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "انما بعثت معلما۔"[38] ترجمہ: "میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں:

"خاندانوں کے اجتماع سے معاشرہ وجود میں آتا ہے اور معاشرہ اپنے ایک خاص دور میں قومیت کا روپ دھار لیتا ہے پھر جب قومیت اپنے سیاسی شعور کے لحاظ سے اس قدر ترقی کر جاتی ہے کہ اس کے تمام افراد ایک بالاتر اقتدار کی اطاعت کرنے لگتے ہیں تو ریاست وجود میں آتی ہے۔"[39]

پروفیسر خورشید احمد، ادارہ ریاست کو اطاعت کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک جب ایک طرف اقتدار قائم کرنے اور دوسری طرف اطاعت کرنے کا رابطہ عمل میں آجائے تو گویا ریاست وجود میں آگئی۔"[40] پس خلافت اسلام کا ایک جزو ہے ۔ مسلمانوں کے لیے خلافت حاصل کرنا ایک لازمی امر ہے۔ کیوں کہ جب تک خلافت حاصل نہ ہوگی اسلام کے بہت سارے احکامات مثلا حدود اللہ وغیرہ پر عمل کرنا ممکن نہ ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد مسلمانوں نے سب سے پہلے خلیفہ کا انتخاب کیا اور اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ اسی طرح باقی خلفاء نے بھی اپنے بعد دوسرے خلیفہ کے انتخاب یا تقرر کی فکر کی۔

خلاصہ بحث

اس چودہ سو سال میں خلافت کا نظام کمزور یا مضبوط حال میں ہر جگہ موجود رہا۔ سب کی کیفیت، ہیئت اور تقرر یا انتخاب کا طریقہ مختلف تھا۔ خلفاء اپنے لیے خلیفہ کے علاوہ مثلا امیر المومنین، سلطان اور بادشاہ کے القابات بھی استعمال کرتے رہے مگر ان سب کا مقصد روئے زمین پر اللہ کے نظام کا نفاذ تھا جس کے لیے وہ جہاد کرنے سے نہیں کتراتے تھے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن وسنت کے احکامات کی روشنی میں خلافت کے نظام کی فکر کی جائے۔ علماء کرام سر جوڑ کر مل بیٹھیں اور امت مسلمہ کو کوئی لائحہ عمل پیش کریں۔

حوالاجات

[1] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1410ھ، ج:8ص:176۔

[2] اصفہانی راغب، المفردات، قاہرہ، مطبع الخیریہ، 1961ء، ج:16ص:39۔

[3] شیخ علی بن عبد الرزاق، اسلام اور اصول حکومت، لاہور، ص31۔

[4] البقرہ، 255:2۔

[5] یونس، 10:92۔

[6] التوبہ، 120:9۔

[7] الزخرف، 43:60۔

[8] آلوسی، روح المعانی، مصر، کتبہ منیریہ، 1345ھ، ج:1، ص:202۔

[9] ماوردی، علی بن محمد، الاحکام السلطانیہ، الازہر اسلامی پبلی کیشنز، 1971ء، ص:5۔

(10) دہلوی، شاہ ولی اللہ، ازالۃ الخلفاء عن خلافۃ الخلفاء، کراچی، نور محمد کارخانہ کتب، 1971ء، ص:13
(11) ابن حیان، بحر المحیط، قاہرہ، السعادۃ المصر، ج:1، ص:140
(12) ماوردی، الاحکام السلطانیہ، دار احیاء العلوم، بیروت، ص:32
(13) اصلاحی، امین احسن، اسلامی ریاست، لاہور، 1977، ص120
(14) شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، دار احیاء العلوم، بیروت، 1992ء، ج:2، ص:39۔
(15) صدیقی، محمد اسحاق، اسلام کا سیاسی نظام، لاہور، مکی دار الکتب، 1997ء، ص:27۔
(16) الاعراف، 54:7۔
(17) النساء، 12:4۔
(18) یونس، 31:10
(19) آل عمران، 26:3
(20) النور، 55:24
(21) طبری جعفر بن جریر، تفسیر طبری، مصر، مطبع حسینیہ 1954ء، ج:4 ص:159۔
(22) الاسراء، 22:17۔
(23) البقرہ، 30:2۔
(24) الاعراف، 74:7
(25) الانعام، 166:6۔
(26) الاعراف، 10:7۔
(27) یونس، 14:10۔
(28) البقرہ، 30:2۔
(29) شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغۃ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ج؛1، ص:16۔
(30) آزاد، ابو الکلام، مسئلہ خلافت، لاہور، مکتبہ جمال 2004ء، ص:20۔
(31) ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، دار الفکر، ج:1، ص:202۔
(32) شاطبی، اسحاق، امام، الموافقات فی اصول الشرعیہ، مصر، دار الفکر ج:2 ص:197۔
(33) الاعراف، 65:7۔
(34) الاسراء، 80:17۔
(35) مودودی، ابو الاعلی، اسلامی ریاست، لاہور، مکتبہ ترجمان، 1967ء، ص:49۔
(36) النساء، 59:4۔
(37) سلمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، لاہور، مطبع مجتبائی، ج:2 ص:365۔
(38) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، ج:1، ص:1024۔
(39) اصلاحی، محمد امین احسن، اسلامی ریاست، ادارہ معارف اسلامی، ۲۰۰۹، ص60۔
(40) خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات، کراچی، شعبہ تصنیف جامعہ کراچی، 1968ء، ص:467۔